شاعر تھے جنہوں نے نہ صرف شعر کو اپنے ملک کے جیتے جاگتے ماحول سے قریب تر لانے کی سعی کی بلکہ جو ہجو کی محدود کینہ پروری سے نکل کر طنز و مزاح کے وسیع اطلاق کی طرف بھی متوجہ ہوئے ۔ اس گذارش کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نظیر باقاعدہ طور پر ایک طنز نگار کی حیثیت سے ابھرے ۔ بلکہ صرف اس قدر ہے کہ انہوں نے زندگی کو ایسے نئے نئے زاویوں سے دیکھا کہ ان کے بہت سے اشعار میں طنز و مزاح کے نقوش از خود ابھرتے چلے آئے ۔

نظیر اکبر آبادی کی شاعری میں اجتماعی شعور کا لازمی نتیجہ مسرت و بہجت کے اجتماعی اظہار کی صورت میں بھی نمودار ہوا ۔ چنانچہ ان کے ہاں ہولی ۔ بہار ۔ برسات ۔ بسنت اور ملک کے دوسرے تہواروں پر ایسی بے شمار نظمیں ملتی ہیں جن میں وہ ایک صحت مند لڑکے کی طرح تہوار منانے والوں کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں اور ان کی مسرتوں میں برابر کے شریک بن جاتے ہیں ۔ نتیجۃً ان کی نظموں میں ایک ایسا والہانہ پن ۔ ایک ایسی رجائیت اور رقص و نغمہ کا ایک ایسا حسین امتزاج ملتا ہے کہ ناظر بھی ان کا ہم نوا ہو کر مسکراتا اور قہقہے لگاتا چلا جاتا ہے ۔ نظیر کو فی الحقیقت زندگی سے جو انس اور پیار ہے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتا اور یہ اس انس کا نتیجہ ہے کہ وہ ناظر کو بھی ایک " ذہنی کھیل " میں شریک کر لیتے اور اسکے " ازلی و ابدی غم " کو شانے میں بڑی حد تک کامیاب ہو جاتے ہیں ۔